احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعرات 11/ اکتوبر 2012ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 11/اکتوبر 2012ء 23ذیقعد 1433ہجری 11/اخاء 1391ہش جلد 62-97 نمبر 237

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

ہمیں قرآن نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ پرہیز رہنے کی غرض سے نکاح کرو۔ اور اولاد صالح طلب کرنے کے لئے دعا کرو جیسا کہ وہ اپنی پاک کلام میں فرماتا ہے .... یعنی چاہئے کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تا تم تقویٰ اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ.......... اور محصنین کے لفظ میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جو شادی نہیں کرتا وہ نہ صرف روحانی آفات میں گرتا ہے بلکہ جسمانی آفات میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ سو قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے تین فائدے ہیں۔ ایک عفت اور پرہیزگاری، دوسری حفظ صحت، تیسری اولاد۔

(آریہ دھرم۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 22)

ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے۔ بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریق ہے جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ رشتہ ناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا نہیں جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ (۔) میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۔) یعنی تم میں سے خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 70)

اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو گو وہ جوان ہی ہو، دوسرا خاوند کرنا ایسا برا جانتی ہے جیسا کوئی بڑا بھاری گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہ کر یہ خیال کرتی ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور پاک دامن بیوی ہو گئی ہوں۔ حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ عورتوں کے لئے بیوہ ہونے کی حالت میں خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے۔ ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور ولی ہے جو بیوہ ہونے کی حالت میں برے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتوں کے لعن طعن سے نہ ڈرے۔ ایسی عورتیں جو خدا اور رسولؐ کے حکم سے روکتی ہیں۔ خود لعنتی اور شیطان کی چیلیاں ہیں۔ جن کے ذریعہ سے شیطان اپنا کام چلاتا ہے۔ جس عورت کو اللہ اور رسولؐ پیارا ہے اس کو چاہئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرے اور یاد رکھے کہ خاوند کی خدمت میں مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ بہتر ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 68)

خاوند، بیوی کا برابر اجر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جب عورت اپنے گھر کی خوراک میں سے اللہ کی راہ میں ایسے طور پر کچھ خرچ کرے کہ بگاڑ کی نیت نہ ہو، تو اسے اس کا اجر ملے گا، اس وجہ سے کہ اس نے خرچ کیا اور اس کے خاوند کو بھی اس لئے کہ اس نے کمایا اور خزانچی کو بھی ویسا ہی۔ وہ ایک دوسرے کے اجر کو کم نہیں کریں گے۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب قول اللّٰہ انفقوا من طیبات حدیث نمبر 1923)

احمدی طالبہ کا اعزاز

مکرم ملک امان اللہ صاحب مربی سلسلہ حلقہ گلشن راوی لاہور تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری بیٹی عزیزہ افشاں ملک جو گورنمنٹ ڈگری کالج فار ویمن گلشن راوی لاہور میں ایف ایس سی (پارٹ ٹو) پری انجینئرنگ کی طالبہ ہے، نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے پراجیکٹ ''پنجاب یوتھ فیسٹول'' کے تحت نعتیہ مقابلے میں لاہور ڈسٹرکٹ میں اول پوزیشن حاصل کر کے انعامی شیلڈ حاصل کی ہے۔ گلبرگ کے ایک تعلیمی ادارہ میں انعامی تقریب منعقدہ یکم اکتوبر 2012ء کو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے میری بیٹی عزیزہ افشاں ملک کو انعامی ٹرافی دی۔ عزیزہ نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی معروف نعت ''بدرگاہِ ذی شان خیر الانام'' نہایت خوش الحانی سے پڑھی تھی۔ نعتیہ مقابلے کے رزلٹ تیار ہونے کے دورانیہ میں وزیر اعلیٰ نے عزیزہ افشاں ملک سے ایک اور نعت پڑھنے کی فرمائش کی۔ عزیزہ نے نعت ''وہ جو احمد بھی ہے اور محمد بھی ہے'' خوش الحانی سے پڑھی اور حاضرین سے تحسین حاصل کی۔ فالحمد للہ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بیٹی کو مزید کامرانیوں سے سرفراز کرے اور اسے جماعت کیلئے قابل افتخار بنائے۔ آمین

دار الضیافت میں قربانی

بیرون ربوہ نیز بیرون پاکستان سے ایسے احباب جو جماعتی نظام کے تحت عید الاضحیٰ کے موقع پر مرکز سلسلہ میں قربانی کروانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی رقم بالتفصیل ذیل جلد از جلد خاکسار کو بھجوا دیں۔

1۔ قربانی بکرا -/12000 روپے

2۔ قربانی حصہ گائے -/6,000 روپے

(نائب ناظر ضیافت، دار الضیافت ربوہ)

معلوماتی سیمینار بابت کامیاب تجارت

(زیرانتظام: قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان)

مرکزی شوریٰ جماعت احمدیہ پاکستان 2012ء کے فیصلہ جات پر عملدرآمد کے سلسلہ میں ''کامیاب تجارت'' کے موضوع پر قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیرِ انتظام انجمن تاجران ربوہ کے تعاون سے ایک معلوماتی سیمینار مورخہ 22 ستمبر 2012ء شام پونے سات بجے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد دفتر مجلس انصاراللہ پاکستان کے بالائی ہال میں منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب قائد تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان نے سیمینار کا تعارف اور غرض وغایت بیان کرتے ہوئے پہلے مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ پاکستان 2012ء میں پیش کی جانے والی دوسری تجویز بابت مالی معاملات میں دینی احکامات کی پابندی سے متعلق تمام سفارشات پڑھ کر سنائیں اور بتایا کہ اس ضمن میں مجلس انصاراللہ پاکستان اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حتی المقدور کوششوں کی توفیق پا رہی ہے اور یہ سیمینار اور زیریں ہال میں منعقدہ معلوماتی نمائش بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اس کے بعد مکرم لئیق احمد عابد صاحب وکیل صنعت وتجارت نے ''تجارت کے بارے میں اسلامی تعلیمات'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

گوجرخان سے تشریف لانے والے مکرم خواجہ عبدالقدوس صاحب نے ذاتی تجربات کی روشنی میں کامیاب تجارت کے اصول بیان کئے۔ اسی طرح ربوہ کے دو تاجر احباب مکرم قیصر محمود صاحب اور مکرم قمرالزمان صاحب نے بتایا کہ کس طرح نہایت کسمپرسی کے حالات میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کے کاروبار کا آغاز ہوا اور دعاؤں، نرم گفتاری، دیانت داری، محنت، عبادات کے التزام اور خدمت دین کی بدولت انہیں ترقیات نصیب ہوئیں۔ مکرم ملک منور اقبال مجوکہ صاحب نے فون اور انٹرنیٹ وغیرہ پر دی جانے والی بعض پُرکشش آفرز کی حقیقت مثالوں کے ذریعہ بیان کر کے احباب کو دھوکہ اور فریب کی وارداتوں سے ہرممکن بچنے کی تلقین کی۔

پھر اسلام آباد سے تشریف لائے ہوئے مکرم فہیم الدین ارشد صاحب نے ''لین دین کے جدید ذرائع'' کے موضوع پر شرکاء سیمینار کو مستفید فرمایا۔ لین دین کے ارتقاء کی تاریخ بیان کرنے کے بعد آپ نے بتایا کہ اس میں روز بروز جدّت پیدا ہوتی جارہی ہے۔ موبائل فونز، اے ٹی ایم مشینز اور کمپیوٹرز کے آنے سے اب نئے طریق پُرانے مروجہ طریقوں کی جگہ لے رہے ہیں۔ ATM مشین سے اب آپ ہر روز دن رات کے کسی بھی حصّے میں ملک بھر میں قریباً سب شہروں میں اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوا سکتے ہیں۔ اِس غرض کے لئے اپنے بنک میں درخواست دے کر آپ کو ایک کارڈ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ جس پر کچھ سالانہ فیس ادا کرنا پڑتی ہے لیکن اس کے ذریعے دیگر سہولتیں بھی حاصل ہوجاتی ہیں جن میں یوٹیلیٹی بلوں کی ادائیگی، اپنے اکاؤنٹ کی صورتِ حال، ایک اکاؤنٹ سے دوسرے اکاؤنٹ میں رقم کی منتقلی اور کئی اہم مقامات پر خریداری وغیرہ شامل ہیں۔ ATM کارڈ کی مختلف اقسام کا تعارف کرواتے ہوئے آپ نے سب سے پہلے Debit Card کی تفصیلات بتائیں اور اس کا محفوظ استعمال کرنے کے طریقوں سے آگاہ کیا اور اپنے ملک سے باہر اس کے استعمال کو کافی مہنگا بتایا۔ پھر Credit Card کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس کا استعمال قرض کے مترادف ہے۔ آپ نے نقد رقم اس کارڈ کے ذریعہ کبھی بھی نہ نکلوانے کا مشورہ دیا۔ ایک مخصوص عرصہ کے اندر اندر اگر کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ کی جانے والی خریداری کے مطابق رقم بنک کو ادا نہ کی جائے تو بنک اُس پر جو زائد رقم وصول کرتے ہیں اُس کی ادائیگی نہایت ہی مشکل ہوتی جاتی ہے اور مذہبی نقطۂ نظر سے بھی اس کی اجازت نہیں۔

بعد ازاں اختتامی خطاب میں محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب سرپرست انجمن تاجران نے مالی معاملات کے بارے میں مختلف تربیتی امور پر توجہ دلاتے ہوئے خاص طور پر ربوہ کے کاروباری افراد کی راہنمائی فرمائی۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ مختلف مارکیٹوں میں 18، 19 نماز سینٹر قائم کئے گئے ہیں۔ تمام دکانداروں سے گزارش ہے کہ نمازوں کے اوقات میں دکانیں بند رکھا کریں اور نماز سینٹر آباد ہوں۔ اِسی طرح چندہ جات کے سلسلہ میں اپنا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف رکھیں اور آمد کے مطابق چندہ ادا کریں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ گاہکوں کے ساتھ خندہ پیشانی اور نرم زبانی کے ساتھ پیش آنا بھی بے حد ضروری ہے۔ خواتین کا احترام ملحوظ رکھیں ہر قسم کے جھگڑے سے اجتناب کریں۔ کامیاب تجارت کا اصول رہا ہے کہ گاہک کا موقف ہمیشہ درست ہوتا ہے۔ احمدی دکاندار کو خوب سوچ سمجھ کر وعدہ کرنا چاہئے اور پھر اپنے وعدے کو ہمیشہ پورا کریں۔ ہمارے دکانداروں کو اب یورپ کے ممالک وغیرہ میں جانے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے۔ اُن کے اچھے اصول بھی ہمیں اختیار کرنے چاہئیں۔ ناجائز تجاوزات احمدی دکانداروں کی شان نہیں ہیں۔ صفائی نصف ایمان ہے۔ گند کبھی بھی سڑک پر نہ پھینکیں بلکہ کسی مناسب چیز میں ڈال کر باہر رکھیں۔ راستوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی آپ نے توجہ دلائی۔

سیمینار میں حاضرین کی دلچسپی، توجہ اور معلومات میں اضافے کے لئے سکرین پر سلائیڈز کا انتظام کیا گیا تھا۔ نیز ایوانِ ناصر کے زیریں ہال میں ایک معلوماتی نمائش کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں تجارت، قرض، سُود وغیرہ کے بارے میں ارشاداتِ الٰہی، احادیث مبارکہ، حضرت مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ کے ارشادات اور ربوہ کی مختلف کاروباری مصنوعات، ای کامرس اور لین دین کے جدید ذرائع کے بارے میں نہایت اہم معلومات مختلف شکلوں میں آویزاں کی گئیں تھیں سیمینار کے شرکاء نے نمائش میں بھی گہری دلچسپی لی اور اسے نہایت مفید قرار دیا۔ اِس سیمینار اور نمائش کے موقع پر موضوع کی مناسبت سے ''کاروباری احباب کے لئے زریں نصائح'' کے عنوان سے ایک کتابچہ بھی طبع کروایا گیا تھا۔ اسی طرح کاروباری افراد کے لئے مختلف تربیتی امور سے متعلق فلیکس پر wall hangings بھی تیار کروائی گئی تھیں جو دکانوں پر آویزاں کرنے کے لئے فراہم کی گئیں۔ سیمینار رات 9 بجے تک جاری رہا اِس سیمینار میں قریباً 200 نمائندگان کو شرکت کی توفیق ملی۔ جن میں مرکزی عاملہ مجلس انصاراللہ پاکستان و خدام الاحمدیہ پاکستان وعاملہ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ و انصاراللہ و خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کے منتخب عہدیداران کے علاوہ انجمن تاجران ربوہ کے قریباً 100 نمائندگان شامل تھے۔ دُعا کے بعد دفتر انصاراللہ پاکستان کے سبزہ زار میں تمام شرکاء کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

حقوق العباد کے مختلف پہلو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

حقوق اللہ کی طرح حقوق العباد کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق اور اس کے بندوں کے حق کو اُسی کے حکم اور منشاء اور قانون اور شریعت کے مطابق اور اس کی رضا کے حصول کے لئے ادا کرنا (دین حق) ہے اور یہی مذہب ہے۔ پہلے مذاہب اَور رنگ کے تھے۔ وہ وقتی، زمانی اور مکانی تھے اب ایک عالمگیر مذہب یعنی (دین حق) آ گیا ہے جو قیامت تک کے لئے ہے لیکن مذہب کی یہ خصوصیت یعنی اس کا وقتی یا زمانی یا مکانی ہونا یا اس کا ایک عالمگیر اور قیامت تک کے لئے ممتد ہونا، دونوں میں اس لحاظ سے کوئی تفریق نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ کا حق اور اس کے بندوں کا حق ادا کرنا ہے یا نہیں۔ ہر مذہب جو اس دُنیا میں آیا اس نے کہا کہ خدا کے حقوق اُس کو دو اور اس کے بندوں کے حقوق ان کو دو۔ یہ صحیح ہے کہ (دین حق) نے عالمگیر مذہب ہونے کے لحاظ سے ایسے حقوق قائم کئے جو عالمگیر نوعیت کے ہیں اور ان کی ادائیگی کے ایسے سامان پیدا کئے کہ ہر زمانہ میں جو حق بنے تو بدلے ہوئے حالات کے لحاظ سے ان حقوق کی ادائیگی کی سمجھ اور ان کا فہم بھی عطا کیا۔ خدا تعالیٰ نے (دین حق) میں اپنے بندوں کو کھڑا کیا جنہوں نے قرآن کریم سکھایا۔ پھر ان حقوق کی ادائیگی کے لئے جن نئے سے نئے سامانوں کی ضرورت تھی وہ بھی پیدا کئے۔ دراصل ہم اپنے مال بھی حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے ہی پیش کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر خدا کے بندے کا یہ بنیادی حق ہے کہ اسے علم قرآن حاصل ہو۔ یہ ایک بندے کا حق ہے اور کوئی شخص اپنے بھائی کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ جا تجھے قرآن کریم سے کیا تعلق ہے؟ کیونکہ قرآن کریم نے تو ہر فرد بشر کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے سیکھ مجھے سمجھ، مجھ سے فائدہ اُٹھا اور میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر۔

پس ہر بندہ خدا کا یہ حق ہے کہ وہ قرآن جانتا ہو اور قرآن کی سمجھ رکھتا ہو۔ اب ہماری مالی قربانیوں کا ایک حصہ اُس حق کی ادائیگی پر خرچ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ نے ہر فرد بشر کا قائم کیا کہ وہ قرآن کریم کا علم حاصل کرے اور اس سے استفادہ کرے۔ ہمیں اس کے متعلق بھی غور کرنا چاہئے کہ گزشتہ سال حقوق العباد کی ادائیگی کے اس حصہ میں ہم نے غفلتیں تو نہیں برتیں اور اس مہم میں ہم پر جو ذمہ داریاں تھیں ہم نے وہ پوری طرح ادا کی ہیں یا نہیں؟ میں نے یہ ایک مثال صرف اس لئے دی ہے تاکہ آپ سمجھ جائیں کہ مالی قربانی یا اپنے رب کے حضور جو ہماری مالی پیشکش ہے تو وہ ہماری کوشش ہے وہ تو ہماری کوشش اور جدوجہد کا ایک بالکل تھوڑا سا حصہ ہے پھر وہ خود مقصود بھی نہیں بلکہ مقصود حقوق العباد کی ادائیگی ہے اور اس کے بہت سے پہلو ہیں۔

(خطبات ناصر جلد 4 ص 188)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

شمائل نبویؐ کی ایک جھلک

رسول اللہؐ کی چال ڈھال، پاکیزہ گفتگو اور جوامع الکلم

چال ڈھال

نبی کریمؐ چال ڈھال میں نہایت کوہ وقار انسان تھے۔ چال ایسی سبک تھی جیسے ڈھلوان سے اتر رہے ہوں۔ حضرت ابوھریرہؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہؐ سے زیادہ تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا ایسے لگتا تھا کہ زمین آپؐ کے لئے لپٹتی جارہی ہے۔ ہم ساتھ چل کر تھک جاتے مگر حضورؐ پر تھکاوٹ کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ آپؐ گردن اکڑا کر نہ چلتے بلکہ نظریں نیچی رکھتے تھے۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی مشیة رسول اللہ)

حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم آگے کو جھک کر چلتے تھے یوں لگتا تھا جیسے گھاٹی سے اتر رہے ہوں، میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد ایسی رفتار والا شخص نہیں دیکھا۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی صفة النبیؐ: 3637)

حضرت حسن بن علیؓ اپنے ماموں ھندؓ بن ابی ہالہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ لمبے لمبے اور تیز قدم اُٹھاتے تھے۔ نظریں نیچی رکھتے تھے مگر جب دیکھتے تو نظریں بھر کر پوری توجہ فرماتے، چلتے ہوئے اپنے صحابہ سے آگے نکل جاتے تھے اور جو بھی راستہ میں ملتا اسے سلام کرنے میں پہل فرماتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 ص 410)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ چلتے ہوئے ادھر ادھر توجہ نہیں فرماتے تھے۔ بسا اوقات آپؐ کی چادر کسی درخت یا کانٹوں وغیرہ سے الجھ جاتی تو بھی توجہ نہ فرماتے اور صحابہ اس وجہ سے بے تکلفی سے باتیں کرتے ہوئے ہنستے اور سمجھتے تھے کہ حضورؐ کا دھیان ادھر نہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 ص 379,422)

حسب ارشاد باری کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آپؐ کو نرم کردیا ہے۔ (سورۃ آل عمران: 107)

آپؐ کی گفتگو میں تلخی تھی نہ تیزی ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھا کر وضاحت اور نرمی سے آپؐ اس طرح کلام فرماتے کہ بات ذہن نشین ہوجاتی۔ تین دفعہ بات دہراتے تھے۔

(مسند احمد 3 ص 213 و بخاری کتاب العلم)

کوئی بھی عزم کر لینے کے بعد آپؐ خدا پر کامل بھروسہ رکھتے۔ جب آپؐ تین دفعہ کوئی بات کہہ دیتے تو اسے کوئی پلٹا نہیں سکتا تھا۔

(مسند احمد جلد 3 ص 423)

لیکن آپؐ کبھی صحابہ کی طاقت سے زیادہ ان کو حکم نہ دیتے تھے۔ (مسند احمد 6 ص 56)

پاکیزہ گفتگو

آنحضورؐ بغیر ضرورت کے گفتگو نہ فرماتے تھے اور جب بولتے تھے تو فصاحت و بلاغت سے بھرپور نہایت بامعنی کلام فرماتے۔ خود بات شروع کرتے اور اسے انتہا تک پہنچاتے۔ آپؐ کی گفتگو فضول باتوں اور ہر قسم کے نقص سے مبرّا اور بہت واضح ہوتی تھی۔ اپنے ساتھیوں سے تلخ گفتگو نہیں کرتے تھے۔ نہ ہی انہیں باتوں سے رسوا کرتے تھے۔ معمولی سے معمولی احسان کا ذکر بھی تعظیم سے کرتے اور کسی کی مذمت نہ کرتے۔ کسی پر محض دنیوی بات کی وجہ سے ناراض نہ ہوتے البتہ جب کوئی حق سے تجاوز کرتا تو پھر آپؐ کے غصہ کو کوئی نہ روک سکتا تھا اور ایسی بات پر آپؐ سزا ضرور دیتے تھے مگر محض اپنی ذات کی خاطر غصے ہوتے تھے نہ انتقام لیتے تھے۔ غصے میں منہ پھیر لیتے تھے۔ خوش ہوتے تو آنکھیں نیچی کر لیتے۔ مسکراتے تو سفید دانت اس طرح آبدار ہوتے جیسے بادل سے گرنے والے اولے۔

(الشفاء للقاضی عیاض جلد 1 ص 202، طبقات ابن سعد جلد 1 ص 422)

حضرت جابرؓ کی روایت کے مطابق رسول کریمؐ کی گفتگو میں بھی ایک ترتیب اور حُسن ہوتا تھا۔ (ابوداؤد کتاب الادب: 4838)

امّ معبد کی روایت کے مطابق رسول اللہؐ شیریں بیان تھے۔ آپؐ کی گفتگو کے وقت ایسے لگتا تھا جیسے کسی مالا کے موتی گر رہے ہوں۔

(مستدرک حاکم جلد 3 ص 9)

حضرت عائشہؓ کی ایک اور روایت ہے کہ رسول کریمؐ کو جھوٹ سے زیادہ ناپسند اور قابل نفرین اور کوئی بات نہیں تھی۔ اور جب آپؐ کو کسی شخص کی اس کمزوری کا علم ہوتا تو آپؐ اس وقت تک اس سے کھچے کھچے رہتے تھے جب تک کہ آپؐ کو معلوم نہ ہو جائے کہ اس شخص نے اس عادت سے توبہ کر لی ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 ص 378)

زیادہ تر آپؐ کی ہنسی مسکراہٹ کی حد تک ہوتی تھی۔ مسکرانا تو آپؐ کی عادت تھی۔ صحابہ کہتے ہیں ’’ہم نے حضور سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔ خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرہ تمتما اُٹھتا تھا‘‘۔

(مسند احمد جلد 4 ص 358)

آپؐ کی گفتگو خشک نہ تھی۔ بلکہ ہمیشہ شگفتہ مزاح فرماتے تھے۔ مگر مذاق میں بھی کبھی دامن صدق نہ چھوٹا۔ فرماتے ’’میرے منہ سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے‘‘۔

(المعجم الکبیر لطبرانی جلد 12 ص 391)

ایک صحابی نے ایک دفعہ سواری کیلئے آپؐ سے اونٹ مانگا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا میں تجھے اونٹ کا بچہ دے سکتا ہوں۔ وہ سراسیمہ ہو کر بولے حضورؐ اونٹنی کا بچہ لے کر میں کیا کروں گا؟ مجھے تو سواری چاہئے فرمایا ’’بھئی! اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے‘‘۔

(شمائل الترمذی باب ماجاء فی مزاح رسول اللہؐ)

صحابہ کو وعظ و نصیحت کرنے میں ناغہ کرتے تاکہ وہ اکتا نہ جائیں۔ آپؐ کی تقریر نہایت فصیح و بلیغ دلکش اور جوش سے بھری ہوئی ہوتی تھی۔ بعض دفعہ خطبہ میں یہ جوش و جلال بھی دیکھا گیا کہ آنکھیں سرخ ہیں اور آواز بلند۔ جیسے کسی حملہ آور لشکر سے ڈرا رہے ہوں جو صبح یا شام حملہ آور ہونے والا ہے۔ ایک دفعہ صفات الٰہیہ کے بیان کے وقت منبر آپؐ کے جوش کے باعث لرز رہا تھا۔

(مسلم کتاب الجمعہ باب تخفیف الصلوۃ والخطبہ: 1435)

رسول کریمؐ کے خطبہ و نماز میں میانہ روی اور اعتدال ہوتا تھا۔ (مسلم کتاب الجمعہ باب الصلوۃ)

حالت جنگ میں آپؐ عجب مجاہدانہ شان کے ساتھ کمان حمائل کئے ایک سپہ سالار کے طور پر صحابہ سے مخاطب ہوتے۔ عام حالات میں جمعہ وغیرہ کے موقع پر عصا ہاتھ میں ہوتا۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ باب ماجاء فی الخطبة یوم الجمعہ: 1107)

بعد میں منبر بن گیا تو اس پر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

آپؐ جو کہتے تھے وہ کر کے بھی دکھاتے تھے۔ گفتگو میں الفاظ کے چناؤ میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے اور الفاظ کے بے محل استعمال کی اصلاح فرما دیتے، عرب میں غلام اپنے آقاؤں کو ’’رب‘‘ کہتے تھے جس کے معنے ہیں پالنے والا اور جو حقیقی معنی میں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ آقا کو سید کہا کرو۔ یعنی سردار۔ آقا اپنے غلام کو ’عبد‘ کہتے تھے یعنی نوکر۔ فرمایا فتی کہہ کر مخاطب کرو۔ یعنی نوجوان یا بچے تاکہ ان کی عزت نفس قائم رہے۔ (بخاری کتاب الادب)

نبی کریمؐ کو زبان و ادب کا عمدہ ذوق تھا۔ آپؐ موزوں کلام اور عمدہ شعر پسند فرماتے اور داد دیتے تھے۔ حضرت شریدؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول کریمؐ کے ساتھ آپؐ کی سواری کے پیچھے بیٹھا۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں مشہور شاعر امیہ بن الصلت کا کوئی شعر یاد ہیں۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپؐ نے کچھ شعر سنانے کی خواہش کی۔ میں نے ایک شعر سنایا تو فرمایا ’’ہاں اور سناؤ‘‘ پھر ایک شعر سنایا تو فرمایا اور سناؤ۔ یہاں تک کہ میں نے سو شعر سنائے۔

(مسلم کتاب الشعر حدیث 1)

رسول کریم اشعار کی محض ظاہری فصاحت پر خوش نہ ہوتے بلکہ ان کے مضامین کی گہرائی اور لطافت پر نظر ہوتی اور کہیں کوئی بات کھٹکتی تو دریافت فرما لیتے۔

مشہور شاعر نابغہ ابولیلیٰ نے حاضر خدمت ہو کر جب اپنا کلام سنایا اور یہ شعر پڑھا۔

عَلَوْنَا الْعِبَادَ عِفَّةً وَتَكَرُّمًا
وَإِنَّا لَنَرْجُوْا فَوْقَ ذَلِكَ مَظْهَرًا

یعنی اسلام قبول کر کے ہم تمام دنیا سے عفت اور عزت میں بلند ہوگئے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر ایک ’’مظہر‘‘ کی امید رکھتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ ہماری اور عزت و کرامت ظاہر فرمائے گا۔ رسول کریمؐ نے فوراً پوچھا ’’مظہر‘‘ سے تمہاری کیا مراد ہے؟ نابغہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جنت مراد ہے۔ فرمایا ہاں ٹھیک ہے اگر اللہ نے چاہا تو ضرور یہ نعمت بھی عطا ہوگی۔ اور جب نابغہ کلام سنا چکے تو رسول کریمؐ نے فرمایا تم نے بہت خوب کہا اور پھر ان کو دعا بھی دی۔ (مجمع الزوائد جلد 8 ص 126)

حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ نبی کریمؐ کبھی شعر وغیرہ بھی گنگناتے تھے تو فرمانے لگیں کہ ہاں! اپنے صحابی شاعر عبداللہؓ بن رواحہ کے شعر گنگناتے تھے۔ مثلاً یہ مصرع

وَيَأْتِيْكَ بِالْأَخْبَارِ مَالَمْ تُزَوِّدِ

کہ تیرے پاس ایسی ایسی خبریں آئیں گی جو پہلے تمہیں حاصل نہیں۔

(ترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی انشاد الشعر: 28487)

حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں نبی کریمؐ پیدل جارہے تھے۔ پتھر کی ٹھوکر سے ایک انگلی زخمی ہوگئی آپؐ نے انگلی کو مخاطب کر کے

یہ شعر کہا۔

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اُصْبَعٌ دُمِيتِ
وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ

تو ایک انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہوئی اور خدا کی راہ میں یہ تکلیف اُٹھائی۔

(بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من الشعر)

آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت سے جوامع الکلم عطا کئے گئے تھے یعنی مختصر کلام میں ایسے گہرے مضمون بیان فرماتے تھے کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیتے تھے۔ نہایت لطیف خوبصورت محاورات میں کلام فرماتے تھے۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں وفد نہد آیا تو رسول اللہؐ نے ان کی درخواست پر ان کے حق میں دعا کی اور پھر انہیں ایک معاہدہ لکھ کر دیا کہ جو نماز قائم کرے مومن ہے، جو زکوٰۃ ادا کرے مسلمان ہے جو کلمہ شہادت پڑھ لے وہ غافل نہیں لکھا جائے گا وغیرہ۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں اس معاہدہ کی فصیح و بلیغ عبارت دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ایک باپ کے بیٹے۔ ایک شہر کی گلیوں میں بڑھے پلے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ وفود عرب سے آپؐ ایسی زبان میں کلام کرتے ہیں کہ اس کا جواب نہیں۔ فرمایا اللہ نے مجھے ادب سکھایا ہے اور بہت بہترین سکھایا ہے اور میں بنی سعد میں پروان چڑھا ہوں۔ (الشفاء للقاضی عیاض جلد 1 ص 9)

حضرت بُریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ سب لوگوں سے زیادہ فصیح تھے۔ بعض دفعہ رسول کریمؐ ایسا کلام کرتے تھے کہ لوگوں کو اس کے معنی کی سمجھ نہ آتی تھی، یہاں تک کہ آپؐ خود اس کے معنے بیان فرماتے تھے۔

(الوفاء باحوال المصطفٰے ص 459 بیروت)

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ یہی سوال کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ! آپ کی زبان ہم سب سے بڑھ کر فصیح و بلیغ ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ آئے اور انہوں نے مجھے میرے باپ اسماعیلؑ کی زبان سکھائی۔

(کنز العمال جلد 7 ص 219)

رسول کریمؐ کو اچھے نام پسند تھے جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن وغیرہ۔ کسی نام کے اچھے معنے نہ ہوتے تو اسے بدل دیتے۔ ایک شخص کا نام حُزن تھا جس کے معنی غم کے ہیں آپؐ نے اس کا نام سہل رکھ دیا جو آسانی کے معنی دیتا ہے۔ ایک عورت کا نام عاصیہ تھا جس میں نافرمانی کا مفہوم ہے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا یعنی خوبصورت۔

(بخاری کتاب الادب)

مکرم بشیر احمد رفیق صاحب

میرے محسن۔ میرے دوست

محترم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب کا ذکر خیر

یہ 1945ء کی بات ہے۔ میں ان دنوں تعلیم الاسلام ہائی سکول کا طالب علم تھا اور مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ممبر بھی تھا۔ ایک دن سکول میں یہ اعلان ہوا کہ مربیان جو یورپین ممالک میں اشاعت دین کے لئے بھجوائے جا رہے ہیں کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جو طلباء اس میں شامل ہونا چاہیں وہ وقت مقررہ پر خدام الاحمدیہ کے مرکزی دفاتر کے خوبصورت اور سبز وشاداب لان میں پہنچ جائیں۔ خاکسار اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ اس بابرکت تقریب میں شامل ہوا۔ سٹیج پر مربیان کرام سبز پگڑیاں پہنے ہوئے تشریف فرما تھے۔ میں نے محترم ظہور احمد باجوہ صاحب کو پہلی مرتبہ وہاں دیکھا۔ حضرت مصلح موعودؓ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک ولولہ انگیز خطاب سے سامعین کو نوازا اور فرمایا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ خواہ ہمیں کتنی بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ ہم انشاء اللہ احمدیت کا جھنڈا یورپ میں گاڑیں گے اور یورپ کو احمدیت کی آغوش میں لا کر ہی دم لیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ مربیان یورپ کی فتح میں ہراول دستہ کا کام دیں گے۔

جناب ظہور احمد صاحب باجوہ کو اللہ تعالیٰ نے مردانہ حُسن سے مالا مال کر رکھا تھا۔ آپ کے سر پر سبز پگڑی بہت بھلی لگ رہی تھی۔ میں یہ سارا وقت ان کی قسمتوں پر رشک کرتا رہا۔ جنہیں دین کی نشأۃ ثانیہ میں ہراول دستہ کا خطاب ملا تھا۔ غالباً دسمبر 1945ء میں مربیان کا یہ قافلہ قادیان ریلوے سٹیشن سے عازمِ یورپ ہوا۔ اس دن ان مربیان کو رخصت کرنے کیلئے قادیان کے احمدیوں کی ایک کثیر تعداد سٹیشن پر موجود تھی۔ ان دنوں یورپ کی طرف جانے والے لوگوں کو رخصت کرتے وقت بہت رقت انگیز مناظر ہوتے تھے۔ اس سفر کو سات سمندر پار کا نام دیا جاتا تھا۔ نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں ان مجاہدین کو رخصت کیا گیا۔ ان مربیان کی اور عوام کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ لیکن دوسری طرف یہ اطمینان بھی تھا کہ قادیان کی اس چھوٹی سی بستی سے مسیح موعودؑ کے پروانے یورپ پر یلغار کرنے کیلئے جا رہے ہیں۔ بظاہر تو بے سروسامان تھے۔ لیکن اللہ کی تائید ان کو حاصل تھی۔ خاکسار بھی الوداع کہنے والوں میں شامل تھا۔ فالحمد للہ!

خاکسار پارٹیشن کے بعد تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخل ہو گیا۔ اور 1953ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد جامعۃ المبشرین میں داخل ہو گیا۔ 1958ء میں خاکسار نے جامعہ سے شاہد کا امتحان پاس کیا۔ ان دنوں یہ طریق تھا کہ جامعہ سے کامیاب ہونے والے طلباء کو ایک انٹرویو بورڈ کے سامنے پیش ہونا ہوتا تھا جو اس بات کا فیصلہ کرتی تھی کہ طلباء کو تحریک جدید اور صدر انجمن کے درمیان بانٹا جائے۔ تحریک جدید کے سپرد ہونے والے طلباء عموماً بیرون ممالک خدمات سرانجام دیتے تھے۔ اور صدر انجمن کے حصہ میں آنے والے طلباء عموماً پاکستان میں خدمات بجا لاتے تھے۔

میں بھی اس بورڈ کے سامنے پیش ہوا۔ بورڈ میں حضرت مولانا درد صاحب، حضرت چوہدری مشتاق احمد باجوہ صاحب اور حضرت چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب شامل تھے۔ کچھ سوال و جواب کے بعد مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب نے فرمایا انہیں تحریک جدید کے سپرد کیا جائے۔ باقی دو ممبران نے بھی ان کی رائے سے اتفاق کیا اور خاکسار تحریک جدید کے سپرد ہوا۔ بعد میں محترم باجوہ صاحب اکثر مجھے فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا انتخاب میں نے کیا تھا۔

اب میں ایک عظیم احسان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو حضرت باجوہ صاحب نے اس عاجز پر کیا۔ اور جو میں کبھی بھی نہیں بھول سکتا۔ میری زبردست خواہش تھی کہ لندن کیلئے میری اہلیہ بھی میرے ساتھ جائے۔ اُن دنوں پہلی دفعہ بیرون ممالک جانے والے مربیان کے ساتھ فیملی نہیں بھجوائی جاتی تھی۔ میں نے دعاؤں اور حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں درخواستوں کے ذریعہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے جانے میں کامیابی حاصل کر لی۔ اور ہم دونوں میاں بیوی جانے کی تیاریوں میں لگ گئے۔

لندن کے لئے روانہ ہونے سے چند دن پہلے اچانک مجھے حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر نے یاد فرمایا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ امام بیت الفضل لندن نے لکھا ہے کہ ہمارا بجٹ اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ بشیر احمد رفیق بمع فیملی یہاں آئے۔ اس لئے فی الحال انہیں اکیلے بھجوایا جائے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ چونکہ امام صاحب کے فرمانے کے مطابق بجٹ میں گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے تمہارے ساتھ تمہاری فیملی بھجوائے جانے کا اجازت نامہ منسوخ کیا جاتا ہے۔ مجھے یہ سن کر شدید صدمہ ہوا۔ میں حضرت میاں صاحب کے دفتر سے نہایت پریشانی کی حالت میں نکلا۔ باہر سڑک پر حضرت باجوہ صاحب سائیکل پر سوار اپنے دفتر کو تشریف لے جا رہے تھے۔ مجھے دیکھا تو سائیکل سے اتر پڑے اور میری پریشانی کا جو میرے چہرے سے ٹپک رہی تھی کا سبب دریافت فرمایا۔ خاکسار نے ساری بات بتا دی۔ حضرت باجوہ صاحب نے فرمایا۔ آؤ میاں صاحب سے بات کرتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ چل پڑا۔ وہ مجھے ساتھ لے کر حضرت میاں صاحب کے دفتر میں داخل ہوئے۔ محترم باجوہ صاحب نے حضرت میاں صاحب سے فرمایا کہ مجھے رفیق صاحب نے بتایا ہے کہ امام بیت الفضل لندن نے اس بنا پر ان کی فیملی کو ساتھ لے جانے پر اعتراض کیا ہے کہ بجٹ میں گنجائش نہیں ہے۔ مکرم باجوہ صاحب نے فرمایا کہ امام بیت الفضل صاحب کو غلطی لگی ہے۔ انہوں نے بجٹ کا بغور مطالعہ کئے بغیر لکھ دیا ہے کہ گنجائش نہیں ہے۔ میں لمبے عرصہ تک وہاں امام رہا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ رفیق صاحب کی فیملی کے وہاں رہائش پذیر ہونے سے بجٹ پر کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔ نیز اس کے وہاں جانے کی صورت میں لازماً چندہ جات بڑھیں گے۔ محترم امام صاحب وہاں اکیلے کام کر رہے ہیں۔ ان کو بشیر احمد رفیق کی صورت میں نائب امام مل جائے گا۔ تو یقیناً چندہ جات میں اضافہ ہو گا۔ محترم باجوہ صاحب نے میرا کیس اس قدر مدلّل طور پر پیش کیا کہ حضرت میاں صاحب نرم پڑ گئے۔ محترم باجوہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ انگلستان مشن کا بجٹ منگوائیں۔ میں اس سے یہ ثابت کر دوں گا کہ اس کی فیملی کے جانے سے بجٹ پر کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔ حضرت میاں صاحب نے وکالت مال سے بجٹ منگوایا۔ محترم باجوہ صاحب نے تفصیل سے یہ ثابت کیا کہ وہاں ایک مربی کی فیملی کیلئے بجٹ میں گنجائش موجود ہے۔ حضرت میاں صاحب نے اپنے ایک نائب کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ بشیر احمد رفیق کی فیملی ان کے ساتھ ہی جائے۔ اس لئے اس کے مطابق انتظامات کئے جائیں۔

ہم دفتر سے باہر نکلے تو محترم باجوہ صاحب نے مجھے گلے لگایا اور فرمایا کہ میں نے ہی تحریک جدید میں بھجوائے جانے کے لئے تمہارا انتخاب کیا تھا اور آج مجھے خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ تمہاری فیملی کو تمہارے ساتھ بھجوانے میں کردار ادا کروں۔ میں حضرت باجوہ صاحب کا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکتا۔ اور میرا دل ہمیشہ ان کے لئے جذباتِ تشکر اور دعا سے معمور رہتا ہے۔ میں ایک لمبے

عرصہ تک انگلستان خدمات سرانجام دیتا رہا اور اس عرصہ میں حضرت باجوہ صاحب سے ملاقات نہیں ہوسکی۔ 1970ء میں حضرت خلیفہ ثالث نے اس عاجز کو انگلستان سے واپس بلا کر نائب پرائیویٹ سیکرٹری مقرر فرمایا۔ حضرت باجوہ صاحب پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرا پُر تپاک استقبال کیا۔ چند ہفتوں کی رخصت کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں حاضری دی۔ میں بہت گھبرایا ہوا تھا۔ کہ اتنی اہم ذمہ داری میں کیسے نباہ سکوں گا۔ حضرت باجوہ صاحب نے میری رہنمائی کی۔ مجھے سارا کام سمجھایا اور مجھے اپنے دفتر میں بٹھایا۔ چند دنوں کے بعد محترم باجوہ صاحب کو ناظر زراعت مقرر کر دیا گیا اور خاکسار ان کی جگہ پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوا۔ میری گھبراہٹ اور پریشانی کو دیکھتے ہوئے ایک دن محترم باجوہ صاحب مجھے اپنے دفتر لے گئے اور چند گھنٹے لگا کر مجھے تفصیل سے ہدایات دیں۔ حضور کے طریق کار سے آگاہ کیا۔ پرائیویٹ سیکرٹری آفس کے عملہ کے بارے میں مجھے بیش بہا معلومات فراہم کیں اور فرمایا اللہ پر توکل کر کے اپنے کام کا آغاز کرو۔ جہاں تمہیں کوئی مشکل پیش آئے فوراً مجھ سے رابطہ کر کے مشورہ کر لیا کرو۔

ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث روزانہ بعد نماز عصر نصرت آباد اپنی زمینوں پر تشریف لے جاتے تھے۔ اور وہاں دو تین گھنٹے زمینوں پر گھوم پھر کر مزارعین کو ہدایات جاری فرماتے تھے۔ خاکسار اس دوران قافلہ کے لئے چائے پانی وغیرہ کے انتظامات کرتا تھا۔ حضور روزانہ مجھے چند بزرگان کی فہرست دیا کرتے تھے۔ تا میں انہیں حضور کی طرف سے شام کی محفل کیلئے مدعو کروں۔ اس فہرست میں محترم باجوہ صاحب مستقلاً شامل ہوتے تھے۔ حضور زمینوں پر کاشت وغیرہ کے سلسلہ میں محترم باجوہ صاحب سے مشورہ کرتے تھے اور پھر ہدایات جاری فرماتے تھے۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ حضور کو باجوہ صاحب سے بہت محبت ہے۔ حضور ان کی باتوں کو غور سے سنتے تھے۔ یہ سلسلہ میرے پرائیویٹ سیکرٹری ہونے تک جاری رہا۔ ممکن ہے بعد میں بھی جاری رہا ہو۔

میں ڈیڑھ سال پرائیویٹ سیکرٹری کے فرائض سرانجام دینے کے بعد دوبارہ بطور امام بیت الفضل لندن روانہ ہوا۔ لندن میں بیت الفضل کے قریب روٹری کلب آف وانڈز ورتھ کے اجلاسات ہوا کرتے تھے۔ حضرت خانصاحب فرزند علی خان صاحب سے لے کر خاکسار تک تمام امام صاحبان اس کے ممبر رہے تھے۔ کلب میں ایک عمر رسیدہ انگریز مسٹر ریمنڈ کنگ (Raymond King) ہوا کرتے تھے۔ یہ بہت علمی آدمی تھے۔ ساری عمر محکمہ تعلیم میں گذاری تھی اور ایک سکول سے ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہوئے تھے۔ یہ اکثر مجھے سابقہ امام صاحبان کے بارہ میں بتایا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے ان سے محترم ظہور احمد باجوہ صاحب کے بارہ میں دریافت کیا۔ تو مسٹر کنگ کہنے لگے۔ مجھے محترم باجوہ صاحب کے روٹری کلب کا دور اچھی طرح یاد ہے۔ وہ نہایت خوش شکل اور اچھے قد و قامت کے انسان تھے۔ ان کے جسم پر سُوٹ بہت سجتا تھا۔ وہ کلب کی میٹنگز میں سُوٹ میں ملبوس ہو کر آیا کرتے تھے۔ مسٹر کنگ نے کہا کہ محترم باجوہ صاحب کو انگریزی تمدن، طرزِ بود و باش اور انگلستان کی تاریخ پر عبور حاصل تھا۔ نہایت شستہ انگریزی بولتے تھے اور کلب میں بے حد مقبول تھے۔ میں مسٹر کنگ کی زبانی محترم باجوہ صاحب کی تعریف سن کر بہت خوش ہوا۔

انگلستان میں ایک دوست جناب عبدالعزیز دین صاحب ہوا کرتے تھے۔ یہ 1928ء میں لندن آئے تھے۔ اور اکثر امام صاحبان کے ساتھ نہایت خلوص کا تعلق رکھتے تھے اور اکثر مجھے سابق امام صاحبان کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں محترم باجوہ صاحب کا ذکر خیر آ گیا۔ عبدالعزیز دین صاحب نے فرمایا محترم باجوہ صاحب نہایت غیرت مند انسان تھے۔ خلافت احمدیہ سے عشقیہ تعلق رکھتے تھے۔ اطاعت ان کا خاصہ تھا۔ محترم عزیز دین صاحب فرمانے لگے کہ ایک دن محترم باجوہ صاحب نے مجھے کہا کہ میلروز روڈ کے ایک فلیٹ میں ایک فیملی کرایہ دار ہے۔ جس نے پچھلے چھ ماہ سے فلیٹ کا کرایہ ادا نہیں کیا اور اس طرح سلسلہ کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ میں نے کئی دوستوں کو ان کی طرف بھیجا ہے کہ وہ انہیں سمجھائیں اور کرایہ ادا کرنے پر آمادہ کریں۔ لیکن وہ بجائے اپنی اصلاح کر کے کرایہ ادا کرنے کے ان دوستوں سے بدتمیزی سے پیش آتے ہیں۔ تم میرے ساتھ چلو تا کہ اس کو سمجھائیں۔ محترم عزیز دین صاحب فرمانے لگے کہ میں باجوہ صاحب کے ساتھ اس فلیٹ پر گیا اور گھنٹی بجائی تو کرایہ دار صاحب باہر آ گئے۔ اور حسب سابق بدتمیزی کا مظاہرہ کرنے لگے۔ محترم باجوہ صاحب جو عام طور پر پُرسکون طبیعت کے مالک تھے کا رنگ سرخ ہو گیا۔ اور آپ نے بڑی گرج دار آواز میں کرایہ دار کو مخاطب کر کے فرمایا۔ دیکھو اگر یہ فلیٹ میرا ہوتا تو میں بخوشی تمہیں اس میں بغیر کرایہ کے رہنے دیتا لیکن یہ سلسلہ عالیہ کی جائیداد ہے اور میں انگلستان میں سلسلہ کی جائیداد کا نگران ہوں اور کسی صورت میں بھی سلسلہ کا نقصان برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں تمہیں الٹی میٹم دیتا ہوں کہ اگر کل تک تم نے کرایہ ادا نہ کیا۔ تو میں خود آ کر تمہارا سامان باہر پھینک دوں گا۔ باجوہ صاحب نے یہ باتیں کچھ اس انداز میں کیں کہ کرایہ دار نرم پڑ گیا اور کہا کہ باجوہ صاحب! میں کل آ کر آپ کو کرایہ کی ساری رقم ادا کر دوں گا۔

محترم باجوہ صاحب جب تک انگلستان میں رہے آپ کو دمہ کی شدید شکایت رہی۔ آپ اس کا علاج کروا رہے تھے کہ ایک دن آپ کو وکالت تبشیر سے حکم موصول ہوا کہ حضور نے آپ کی واپسی کے احکامات جاری کئے ہیں۔ اس لئے آپ فوراً پاکستان کے لئے روانہ ہو جائیں۔ محترم باجوہ صاحب نے اس خط کا ذکر کسی سے نہیں کیا اور سیدھے تھامس کک (Thomas Cook) کے دفتر میں پہنچ کر اپنی سیٹیں بُک کروا لیں۔ اس شام کو محترم عبدالعزیز صاحب مشن میں باجوہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو باجوہ صاحب نے ان کو تبشیر سے آمدہ حکم کے بارہ میں اور سیٹیں بُک کرانے کا ذکر کیا۔ جناب عبدالعزیز دین صاحب نے کہا۔ باجوہ صاحب! آپ کو جانے کی اتنی کیا جلدی تھی۔ آپ کا علاج ہو رہا ہے۔ آپ کے بال بچے بھی آپ کے پاس ہیں۔ بچوں کو مڈٹرم میں سکول سے اٹھانا بھی مناسب نہیں۔ آپ تبشیر سے کچھ عرصہ کی مہلت بھی تو لے سکتے تھے۔ آپ نے کیوں اتنی جلدی کی۔ حضرت باجوہ صاحب نے فرمایا۔ عزیز صاحب! جب حضور نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ فوراً واپس آ جاؤ تو اس میں کسی قسم کی چون و چرا کی گنجائش کہاں ہے اور میں نے تو اپنی سیٹیں جلد بُک کرانے میں جلدی اس لئے کی ہے تا مجھے جماعت کے دوست غلط مشورے دے کر میرے عزم کو متزلزل نہ کریں۔ خلیفۂ وقت کا حکم باقی سب کچھ پر حاوی ہے۔ بھلا میں ایک واقفِ زندگی ہو کر ان کے حکم سے سرتابی کیسے کر سکتا تھا۔ یہ تھا اطاعت کا اعلیٰ نمونہ جسے باجوہ صاحب نے قائم کیا اور آئندہ آنے والے مربیان کیلئے اطاعتِ امام کا سبق اپنے عمل سے پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ اس مردِ مؤمن، خلافت کے فدائی، احمدیت کے جاں نثار سپاہی پر اپنی رحمتوں کی بارشیں نازل فرمائے۔ آمین

1980ء میں یہ عاجز ربوہ تحریک جدید میں حاضر ہوا۔ محترم باجوہ صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے بہت ساری ہدایات دیں جو بعد میں میرے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوئیں۔ میں نے ربوہ میں اپنے لئے ایک آرام دہ مکان بنایا اور اس میں منتقل ہو گیا۔ محترم باجوہ صاحب گاہے بگاہے میرے گھر تشریف لاتے اور میرے ساتھ کافی نوش فرماتے۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ ایک دن میرے دروازہ پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا تو باہر ایک معزز شخص کو کھڑا پایا۔ انہوں نے اپنا تعارف کرایا اور بتایا کہ وہ اسسٹنٹ کمشنر ہیں اور ربوہ ان کے حلقہ میں شامل ہے۔ میں انہیں اندر لے گیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کبھی انگلستان نہیں گئے۔ کسی نے بتایا کہ انگلستان میں ایک لمبے عرصہ تک قیام پذیر ہونے کے بعد ایک شخص یہاں رہتا ہے تو مجھے شوق ہوا کہ میں تم سے ملوں اور انگلستان کے بارہ میں معلومات حاصل کروں۔ کمشنر صاحب اس کے بعد جب بھی دورہ پر ربوہ آتے تو ضرور میرے گھر تشریف لاتے۔ ایک دو مرتبہ اپنی فیملی کو بھی ساتھ لائے۔ ان دنوں باجوہ صاحب ناظر امور عامہ تھے۔ میں انہیں ان ملاقاتوں کی اطلاعات دیتا تھا تا کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ دو ایک مرتبہ باجوہ صاحب نے بھی کمشنر صاحب کی اپنے گھر پر دعوت کی اور مجھے بھی حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا۔ کمشنر صاحب باجوہ صاحب سے بے حد متاثر تھے اور آپ کے اخلاقِ عالیہ اور مہمان نوازی کا ذکر مجھ سے بھی کیا کرتے تھے۔

انہی دنوں کی بات ہے کہ اچانک ایک دن باجوہ صاحب کے گھر پر چھاپہ پڑا اور باجوہ صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ F.I.R. اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے درج کرائی تھی اور اس میں لکھا گیا تھا کہ باجوہ صاحب کے گھر سے ضبط شدہ لٹریچر برآمد ہوا ہے۔ یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ باجوہ صاحب ناظر امور عامہ کے علاوہ سرگودھا کے ایک متمول زمیندار خاندان سے تھے۔ وسیع زرعی جائیداد کے مالک تھے اور اپنے علاقہ میں بہت اثر رسوخ رکھتے تھے۔ ان کے تمام بھائی فوج اور انتظامیہ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔

یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح ربوہ میں پھیل گئی اور باجوہ صاحب کے دوست احباب پر اداسی چھا گئی۔ مجھے بار بار یہ خیال آتا رہا کہ یہ شخص جو سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوا تھا۔ جو اپنے والدین کے بڑے بیٹے ہونے کے ناطے ناز و نعم سے پلا بڑھا تھا۔ جس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی زندگی راہِ مولیٰ میں قربانی کے لئے پیش کر دی تھی۔ جو انگلستان میں سالہا سال دین کی اشاعت کے علاوہ پاکستان کے نام کو بھی اُجاگر کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتا رہا تھا۔ آج ایک سراسر جھوٹے مقدمہ میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند تھا۔ اس کا وقت کیسے گزرتا ہوگا۔ وہ جیل کی صعوبتیں کیسے برداشت کر رہا ہوگا۔ خیر کچھ عرصہ کے بعد باجوہ صاحب کو ضمانت پر رہائی ملی۔ آپ ربوہ آئے تو آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اگلے ہی دن باجوہ صاحب میرے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ کافی کا دور چلا۔ حضرت باجوہ صاحب اپنے قید و بند کے قصے سناتے رہے۔ رخصت ہوتے وقت مکرم باجوہ صاحب نے فرمایا کہ مجوکہ صاحب یعنی اسسٹنٹ کمشنر تو ہم دونوں کے دوست ہیں۔ لیکن تم سے اس کے تعلقات زیادہ ہیں۔ تم کسی وقت اس سے معلوم تو کرو کہ اس نے میرے خلاف یہ جھوٹا مقدمہ کیوں بنایا۔ میں نے عرض کیا کہ میں ایک دو دن میں ان سے ملاقات کر کے اصل حقیقت جاننے کی کوشش کروں گا۔

دو چار دن کے بعد میں چنیوٹ اے سی صاحب کے بنگلہ پر حاضر ہوا۔ وہ اپنے وسیع و عریض لان میں اپنے حواریوں کی جلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔

مجھے دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر سب حواریوں کو کہا۔ کہ اب آپ لوگ چلے جائیں میں نے ان سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔ جب سب لوگ چلے گئے۔ تو اے سی صاحب فرمانے لگے۔ رفیق صاحب مجھے معلوم ہے آپ کیوں میرے پاس آئے ہیں۔ لیکن قبل اس کے کہ آپ کوئی بات کریں میری بات سن لیں۔ مجوکہ صاحب فرمانے لگے ’’ایک دن مجھے کمشنر صاحب کی طرف سے ایک لکھی لکھائی F.I.R. ملی۔ جس میں درج تھا کہ میں نے مکرم باجوہ صاحب کے گھر پر چھاپہ مار کر ان کے گھر سے ضبط شدہ لٹریچر برآمد کیا ہے۔ میں F.I.R. پڑھ کر ششدر رہ گیا۔ میں نے تو کوئی چھاپہ نہیں مارا تھا۔ پھر باجوہ صاحب میرے محسن اور دوست بھی تھے۔ میں ان کے متعلق اتنا بڑا جھوٹ کیسے بول سکتا تھا۔ چنانچہ میں فوراً جھنگ میں کمشنر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور جھوٹے F.I.R. پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ کمشنر صاحب نے کہا۔ مجوکہ صاحب! یہ احکام بالا حکام کی طرف سے آئے ہیں۔ آپ یا تو ان پر دستخط کر کے باجوہ صاحب کو گرفتار کریں یا پھر یہ سمجھیں کہ آپ کی ملازمت ختم ہے۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ بالآخر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے اپنی نوکری بچانی چاہئے۔ خواہ اس کے لئے اپنے ایک مشفق دوست کی بھی قربانی دینی پڑے۔ چنانچہ میں نے دستخط کر دیئے اور اگلے دن باجوہ صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔‘‘ مجوکہ صاحب ساری بات کہہ چکنے کے بعد فرمانے لگے کہ رفیق صاحب! اُس دن سے لے کر آج تک میں شرم کے مارے ربوہ نہیں جا سکا۔ میں باجوہ صاحب سے نہایت شرمندہ ہوں۔ آپ براہ کرم انہیں کہیں کہ مجھے معاف کر دیں۔ میں نے اپنے ضمیر کے خلاف فیصلہ صرف اس لئے کیا کہ میری نوکری چلے جانے کا خطرہ تھا۔ میں ان سے رخصت ہوا اور ربوہ آ کر مکرم باجوہ صاحب کو ساری بات بتا دی۔

1970ء میں حضرت خلیفہ ثالث یورپ کے دورہ پر تشریف لائے۔ محترم باجوہ صاحب بھی بطور پرائیویٹ سیکرٹری حضور کے قافلہ میں تھے۔ حضور لندن تشریف لائے۔ مجھے باجوہ صاحب نے فرمایا کہ انگلستان کے احمدیوں کو تم جانتے ہو۔ اس لئے ان کے خطوط جو حضور کے نام آتے ہیں اور حضور جو جواب دیتے ہیں ان کو ایک نظر دیکھ لیا کرو۔ نیز اس کام میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ اسی دورہ کے دوران حضور سپین بھی تشریف لے گئے۔ جہاز میں حضور کی سیٹوں کے عین پیچھے جو سیٹیں تھیں ان پر مکرم باجوہ صاحب اور میں بیٹھے تھے۔ جب جہاز میڈرڈ کے قریب پہنچا تو اچانک حضور نے پیچھے مڑ کر ہمیں فرمایا: ’’مجھے تو طارق کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ تم بھی سن رہے ہو؟‘‘ ہم دونوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ حضور پر اس وقت رقت طاری تھی اور اونچی آواز میں دعاؤں کا ورد کر رہے تھے۔ ہم دونوں بھی ان دعاؤں میں شامل ہو گئے۔ فالحمدللہ!

1970ء میں انگلستان کے قیام کے دوران حضور بمع قافلہ لیک ڈسٹرکٹ کی سیاحت کے لئے تشریف لے گئے۔ خاکسار حضور کی کار چلا رہا تھا۔ پچھلی کار میں مکرم باجوہ صاحب سوار تھے۔ ایک ریسٹورنٹ میں ہم کھانا کھانے کے لئے رکے۔ تیز موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ کھانے سے فارغ ہو کر حضور نے باجوہ صاحب کو فرمایا کہ آپ اپنی کار میں ہم سے آگے جائیں۔ ہم آہستہ آہستہ بعد میں آئیں گے۔ مکرم باجوہ صاحب کی کار میں مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب بھی سوار تھے۔ وہ آگے نکل گئے۔ مجھے حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں گاڑی آہستہ چلاؤں۔ کچھ دیر کے بعد اچانک ہم نے دیکھا کہ جس گاڑی میں باجوہ صاحب سوار تھے وہ سڑک سے پھسل کر دور فاصلہ پر کیچڑ میں دھنسی ہوئی ہے۔ میں نے گاڑی روکی اور دوڑ کر کار کے پاس پہنچا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب محفوظ تھے اور انہیں کوئی چوٹ نہیں آئی تھی۔ لیکن مکرم باجوہ صاحب چونکہ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر سوار تھے۔ ان کو ہونٹوں پر اور جسم کے دوسرے حصوں پر چوٹیں آئی تھیں۔ مکرم باجوہ صاحب کو قریبی ہسپتال پہنچایا گیا۔ اگلے دن حضور کے ارشاد پر میں ہسپتال گیا۔ مکرم باجوہ صاحب کو پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور آپ پر حادثہ کا خاصہ اثر تھا۔ میں نے دریافت کیا۔ باجوہ صاحب! کیا حال ہے؟ آپ نے انگریزی میں جواب دیا "As good as can be" (یعنی بالکل ٹھیک ہوں) آپ نے فوراً سوال کیا کہ حضور تو خیریت سے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہماری گاڑی کو تو کوئی حادثہ پیش نہیں آیا اس لئے حضور بمع حضرت بیگم صاحبہ بالکل خیریت سے ہیں۔ مکرم باجوہ صاحب کے ہونٹوں پر جو زخم آیا تھا آخر تک اس کے نقش نظر آتے رہے۔ میں باجوہ صاحب کی بہادری پر حیران تھا کہ اس قدر چوٹیں لگنے کے باوجود وہ کہہ رہے ہیں کہ "As good as can be"۔

محترم ظہور احمد باجوہ صاحب کو سلسلہ کے اموال اور جائیداد کی حفاظت کا خاص خیال رہتا تھا۔ وہ بلا ضرورت سلسلہ کے اموال میں سے ایک پینی کا خرچ بھی جائز نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے باوجود تموّل کے نہایت سادہ زندگی بسر کی۔ ربوہ میں آپ روزانہ سردی ہو یا گرمی سائیکل پر سوار ہو کر دفتر تشریف لاتے تھے۔ حالانکہ آپ چاہتے تو اپنے لئے ذاتی طور پر موٹر کار خرید سکتے تھے۔

ایک واقعہ اس سلسلہ میں یاد آ گیا۔ محترم باجوہ صاحب امام بیت الفضل لندن تھے اور میلروز روڈ پر واقع مشن ہاؤس کے بالائی حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ انہی دنوں آپ کے چھوٹے بھائی بشیر اصغر باجوہ پاکستان سے ہجرت کر کے لندن آ گئے۔ محترم ظہور احمد باجوہ صاحب نے انہیں اپنے فلیٹ کے ایک کمرہ میں ٹھہرایا۔ چند دنوں بعد بشیر اصغر باجوہ صاحب کو ملازمت مل گئی۔ اور انہوں نے کام شروع کر دیا۔ ایک دن مکرم باجوہ صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی کو بلا کر فرمایا۔ بشیر! جب تک تمہارے پاس ملازمت نہ تھی تو بحیثیت چھوٹے بھائی کے میرے گھر رہ سکتے تھے اور یہ تمہارا حق تھا۔ اب جبکہ تمہیں ملازمت میسر آ گئی ہے تو یہ ہرگز جائز اور مناسب نہیں کہ تم سلسلہ کے فلیٹ میں جو امام بیت الفضل کے لئے مخصوص ہے رہ سکو۔ اس لئے یا تو باہر اپنی رہائش کا انتظام کرو یا پھر مشن ہاؤس کے اسی کمرہ میں رہو لیکن جماعت کو باقاعدہ اس کا کرایہ ادا کرو۔ چنانچہ جب تک بشیر اصغر باجوہ صاحب مرحوم اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ان کے فلیٹ میں مقیم رہے وہ باقاعدہ اپنے کمرہ کا کرایہ ادا کرتے رہے۔

80-1979ء کی بات ہے۔ میں ربوہ میں مقیم تھا اور مجھے ایک ابتلاء کا سامنا تھا۔ جس کی وجہ سے میں بے حد پریشانی اور تکلیف کا شکار تھا۔ ایک دن دروازہ کی گھنٹی بجی۔ میں نے دروازہ کھولا تو سامنے باجوہ صاحب کو کھڑے پایا۔ میں نے فوراً انہیں اندر آنے کی دعوت دی۔ سردی کا موسم تھا۔ ہم صحن میں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ باجوہ صاحب خلافِ معمول خاموش تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اٹھ کر مجھے گلے سے لگایا اور دیر تک گلے سے لگائے رکھا۔ پھر فرمایا۔ دیکھو تمہارے قدم ڈگمگانے نہ پائیں۔ ابتلاء مومنین کو ہی آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ جو ثابت قدم رہتے ہیں وہ اللہ کا قرب پانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور جن کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں وہ اپنی دنیا و آخرت کی خرابی کا باعث بنتے ہیں۔ دیر تک آپ مجھے تسلی دیتے رہے۔ آپ رخصت ہوئے تو میں نے محسوس کیا گویا ایک بھاری بوجھ میرے ذہن سے اُتر چکا ہے۔ اس کے بعد بھی محترم باجوہ صاحب گاہے بگاہے میرے غریب خانہ پر تشریف لا کر مجھے ہمت دلاتے رہتے تھے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء!

باجوہ صاحب خلافتِ احمدیہ کے جاں نثاروں میں سے تھے۔ آپ جب بھی حضرت خلیفہ ثالث کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے دونوں ہاتھ باندھ کر ان کے سامنے کھڑے رہتے اور جب تک حضور بیٹھنے کے لئے ارشاد نہ فرماتے آپ دست بستہ کھڑے رہتے۔ حضور کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی۔ اکثر مشورہ کے لئے آپ کو بلا لیتے تھے۔ آموں کے موسم میں آموں کی ٹوکریاں ان کو بھجواتے۔ باجوہ صاحب کا گھر قصر خلافت سے چند منٹ کے فاصلہ پر تھا۔ آپ لنچ بریک میں اپنے گھر جاتے تو شاید 10 منٹ سے زیادہ وقت نہ ملتا۔ لیکن حضرت خلیفہ ثالث کی محبت اور شفقت کے نتیجہ میں دوپہر کا کھانا حضور کے گھر سے آیا کرتا تھا اور باجوہ صاحب کے اصرار پر بھی کہ ان کا گھر بالکل قریب ہے۔ جب تک محترم باجوہ صاحب پرائیویٹ سیکرٹری رہے ان کا کھانا حضور اقدس کے کچن سے آتا رہا۔ بعد میں جب میں نے باجوہ صاحب سے چارج لیا تو یہ سلسلہ میرے پرائیویٹ سیکرٹری رہنے کے آخری دن تک جاری رہا۔ یہ حضور کی شفقت تھی۔

باجوہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بچے چوہدری ظہیر احمد باجوہ کو وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ نے اس بیٹے کو اعلیٰ تعلیم دلائی اور پھر سلسلہ کے سپرد کر دیا۔ اور اپنی زندگی میں اپنے ایک بیٹے کی سلسلہ کے لئے خدمات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عزیز ظہیر اب خدا تعالیٰ کے فضل اور باجوہ صاحب کی دعاؤں سے امریکہ کے نائب امیر ہیں۔ آخر میں میری دعا ہے کہ میرا مولیٰ باجوہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کو اگلے جہان میں اپنا قرب عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورتمندوں کی ضرورت پوری کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ نے ہمارے معاشرہ میں اونچے نیچے، امیر غریب، عالم، جاہل وغیرہ وغیرہ ہر قسم کے طبقات بنا دئے ہیں تا کہ ہم اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے ہر قسم کی نیکیاں کرتے چلے جائیں۔ اگر ہر شخص اتنا امیر ہوتا کہ اس کو دنیا کی کوئی ضرورت پیش ہی نہ آتی۔ اگر ہر شخص اتنا عالم ہوتا کہ کسی استاد کے پاس جانے کی اسے ضرورت ہی نہ رہتی اور اگر ہر شخص ہر فن میں اتنا کمال رکھتا کہ ڈسٹری بیوشن آف لیبر جس پر ہماری انسانی اقتصادیات کی بنیاد ہے کی ضرورت ہی پیدا نہ ہوتی۔ وغیرہ۔ تو ثواب کا کون سا موقع باقی رہ جاتا؟؟؟

اللہ تعالیٰ بے شک اس بات پر قادر ہے کہ ہر انسان کو ایسا بنا دے لیکن اس نے اسے ایسا نہیں بنایا۔ اس لئے کہ اس نے انسان کے لئے صرف اسی دنیا کی زندگی ہی نہیں بلکہ مرنے کے بعد ایک اور زندگی بھی مقدر کی ہوئی ہے اور اُخروی زندگی کے پیشِ نظر ایسا معاشرہ انسان کے لئے مقرر فرمایا کہ ہر طبقے کے لوگ اس معاشرہ کے اندر رہ کر زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرتے چلے جائیں اور اس طرح اس کی خوشنودی کو پوری طرح پا سکیں لیکن کافر لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھتے اس لئے جب ان کو کہا جاتا ہے کہ ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرو اور محتاجوں کے لئے روزمرہ زندگی کی ضروریات مہیا کرو تو وہ کہتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے انہیں کھانے کو نہیں دیا تو تم ہم سے کیسے توقع رکھتے ہو کہ ہم خدائی فعل کے خلاف ان کو کھانے کے لئے دیں۔ ان کا کافرانہ دماغ عجیب بہانہ تراشتا ہے۔

(خطباتِ ناصر جلد 1 ص 48)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ناظر مال آمد تحریر کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت واحسان خاکسار کی بیٹی مکرمہ آمنہ ایمن صاحبہ کے نکاح کا اعلان مورخہ 10 ستمبر 2012ء کو بیت الفضل لندن میں ہمراہ مکرم حسان محمود صاحب واقف زندگی ابن مکرم زاہد محمود شیخ صاحب آف کراچی حال جرمنی کے ساتھ بعوض ایک لاکھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر فرمایا۔ احباب جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

مکرم چوہدری عبدالستار صاحب سابق محافظ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار بیت المہدی میں ہونے والے بم دھماکہ میں شدید زخمی ہوا تھا۔ صحت بدستور علیل چلی آرہی ہے۔ میری بیوی بلڈ پریشر کے عارضہ سے بیمار رہتی ہے۔ میرے بیٹے مکرم عبدالجبار صاحب کی ٹانگ کا آپریشن جرمنی میں ہوا ہے۔ نیز میرے بیٹے مکرم عبدالودود صاحب آسٹریلیا میں کمر درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب سے سب بیماروں کی کامل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم نصراللہ خان صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی ہنسلی کی ہڈی موٹر سائیکل حادثہ میں فریکچر ہوگئی ہے۔ جسم پر بھی چوٹیں بھی آئی ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم لقمان احمد صاحب کوٹری اطلاع دیتے ہیں۔

میری بہو محترمہ صائمہ صاحبہ اہلیہ مکرم فہد نعمان احمد صاحب کے پتے کا آپریشن متوقع ہے۔ احباب سے آپریشن کی کامیابی اور شفائے کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم رشید احمد ضیاء صاحب اکاؤنٹنٹ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کی بائیں آنکھ کا کامیاب آپریشن مورخہ 6/ اکتوبر 2012ء کو ربوہ آئی کلینک میں ہوا ہے۔ احباب جماعت سے شفائے کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم محمد محمود طاہر صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے بھتیجے مکرم مبارز منیب احمد صاحب واقف نو لندن اور بھتیجی مکرمہ خولہ قمر صاحبہ کو مورخہ یکم اکتوبر 2012ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہادیہ احمد نام عطا فرمایا ہے اور وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمایا ہے۔ نومولودہ برادرم مکرم محمد خالد وحید صاحب احمد ٹریولز ربوہ کی پہلی پوتی اور برادرم مکرم محمد ساجد قمر صاحب مقیم لندن کی نواسی ہے۔ اسی طرح محترم چوہدری محمد صادق صاحب مرحوم واقف زندگی سابق اکاؤنٹنٹ وکالت تبشیر ربوہ اور مکرم چوہدری محمد ارشد خان صاحب خوشنویس پنشنر صدر انجمن احمدیہ کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے نومولودہ کے نیک، صالحہ، خادمہ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

مکرم رانا رشید احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا سعادت احمد خان صاحب مرحوم حال مقیم کینیڈا علیل ہیں۔ احباب جماعت سے شفائے کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم چوہدری نعیم احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد بوٹا صاحب دارالرحمت غربی ربوہ بیمار ہیں احباب سے ان کی شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم کمال دین صاحب کارکن نظامت تشخیص جائیداد موصیان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم جمال دین صاحب ابن مکرم کرم دین صاحب پنشنر دفاتر انصاراللہ مرکزیہ ربوہ صرف 5 دن کی مختصر علالت کے بعد مورخہ 29 ستمبر 2012ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ موصی تھے اور ایک لمبا عرصہ جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ آپ 1929ء کو پونچھ جموں کشمیر میں پیدا ہوئے۔ کم عمری میں ہی کشمیر سے قادیان آگئے اور اس کے بعد سندھ میں جماعتی زمینوں پر بطور باغبان کام کیا۔ بعد ازاں ہجرت کر کے ربوہ آئے اور دفاتر انصاراللہ مرکزیہ میں بطور مددگار کارکن خدمت کی توفیق پائی۔ جہاں سے 1989ء میں آپ نے ریٹائرڈ ہونے کے بعد جلسہ سالانہ کے گوداموں میں ایک لمبا عرصہ بطور چوکیدار خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد آپ کو کچھ عرصہ دفتر جلسہ سالانہ میں بطور مالی خدمت کی توفیق بھی ملی۔ اس طرح آپ کی جماعتی خدمات کا عرصہ تقریباً 62 سال بنتا ہے۔ آپ سادہ مزاج، کم گو اور منکسر المزاج درویش انسان تھے۔ آپ کے سپرد جو بھی جماعتی کام کیا گیا آپ نے اسے ایمانداری کے ساتھ نبھایا۔ مورخہ 30 ستمبر کو بعد نماز ظہر بیت المبارک میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم چوہدری نصیر احمد صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ نے دعا کروائی۔ احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

آپ کی وفات پر احباب جماعت، عزیز و اقارب نے بالمشافہ، بذریعہ فون اندرون ملک اور بیرون ملک ہم سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی۔ ہم ان سب کے تہہ دل سے شکر گزار اور ممنون احسان ہیں جنہوں نے اس صدمہ کی گھڑی میں ہماری دلجوئی کی اور مرحوم کیلئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو جزائے خیر عطا کرے اور ہمیں مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم نعیم احمد صاحب اٹھوال نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے ضلع خانیوال کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت وار اکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ربوہ کے طلبہ طالبات کا اعزاز

آغا خان یونیورسٹی نے مئی 2012ء کے امتحانات میں مختلف مضامین میں ٹاپ کرنے والے طلبہ کے نتیجہ کا اعلان کیا ہے۔ اس کے مطابق تمام پاکستان کو دو ریجن میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا ریجن صوبہ سندھ کے تمام سکولز پر مشتمل ہے۔ جبکہ دوسرے ریجن میں صوبہ پنجاب، خیر پختونخواہ، گلگت، بلتستان، بلوچستان اور آزاد کشمیر کے سکولز شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ کے درج ذیل طلبہ نے اپنے ریجن میں اول پوزیشنز حاصل کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان طلبہ اور سکولز کو یہ اعزاز مبارک کرے اور آئندہ مزید کامیابیوں سے نوازے۔ آمین

نام	کلاس	مضمون	حاصل کردہ نمبر	سکول
ثناء زاہد	ایس ایس سی 1	اردو	71/75	نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول
فریال چیمہ	ایس ایس سی 1	اسلامیات	37/38	نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول
فریال چیمہ	ایس ایس سی 1	مطالعہ پاکستان	32/38	نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول
حافظ عطیۃ الرحیم	ایس ایس سی 1	اردو	71/75	مریم صدیقہ ہائیر سیکنڈری سکول
ملیحہ شفیق	ایس ایس سی 1	ریاضی	74/75	مریم صدیقہ ہائیر سیکنڈری سکول
حبیبہ سیف	ایچ ایس ایس سی 1	انگلش	85/100	مریم صدیقہ ہائیر سیکنڈری سکول
خولہ احمد	ایچ ایس ایس سی 1	اردو	88/100	مریم صدیقہ ہائیر سیکنڈری سکول
فیزا احمد مہوش	ایچ ایس ایس سی 1	کمپیوٹر سائنس	83/100	مریم صدیقہ ہائیر سیکنڈری سکول
عمر شفیق	ایچ ایس ایس سی 1	سٹیٹ	85/100	ناصر ہائیر سیکنڈری سکول
معظم احمد	ایس ایس سی 1	جنرل سائنس	60/75	ناصر ہائیر سیکنڈری سکول
عدنان احمد خان	ایچ ایس ایس سی 1	کمپیوٹر سائنس	83/100	نصرت جہاں اکیڈمی انٹر کالج

(ناظر تعلیم)

حب مسان

بچوں کے سوکھا پن اور لاغری کیلئے

کیلسی ماب

مٹی چھڑانے اور بچوں میں خون اور کیلشیم کی کمی دور کرتا ہے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ (چناب نگر)

فون: 0476212382 فیکس: 0476211538

مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب مربی سلسلہ وفات پاگئے

احباب جماعت کو بڑے افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم غلام محمد بٹ صاحب مورخہ 6/اکتوبر 2012ء کو صبح ساڑھے 10 بجے بعمر 65 سال وفات پاگئے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 7/اکتوبر کو صبح 10 بجے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ نے پڑھائی اور قبرستان عام میں امانتاً تدفین کے بعد محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر رشتہ ناطہ نے دعا کروائی۔

مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب 4/اپریل 1947ء کو عالم گڑھ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد آزاد کشمیر سے ہجرت کر کے عالم گڑھ گجرات میں رہائش پذیر ہوئے۔ مرحوم کے والد محترم غلام محمد بٹ صاحب نے خلافت ثانیہ کے دور میں احمدیت قبول کی۔ مکرم عبدالرزاق صاحب مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ربوہ آگئے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1971ء میں آپ جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے اور اسی سال میں آپ نے مولوی فاضل اور میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پاکستان میں بطور مربی سلسلہ آپ نے کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ، ساہیوال، منڈی بہاؤ الدین، گجرات، ملتان، بھکر، اوچ شریف بہاولپور اور کوٹلی آزاد کشمیر میں خدمات سرانجام دیں اور پھر 1975ء تا 1989ء غانا میں خدمت کی توفیق پائی۔ 2002ء سے تاوقت وفات نظارت اصلاح ارشاد نومبائعین اور اصلاحی کمیٹی میں خدمات بجالا رہے تھے۔

مرحوم اعلیٰ صفات کے مالک، بڑے خوش مزاج، ملنسار، ہنس مکھ، مہمان نواز، غریبوں کے ہمدرد ہر دلعزیز اور پسندیدہ شخصیت تھے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ والہانہ محبت اور عشق کا تعلق تھا۔ خاص طور پر غانا میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گزرے ہوئے وقت کو بہت یاد کرتے تھے جبکہ حضور انور احمدیہ سیکنڈری سکول Salaga اور پھر سیکنڈری سکول اسارچر کے پرنسپل تھے۔ مرحوم کی طبیعت میں بہت خودداری، قناعت اور کفایت شعاری پائی جاتی تھی۔ ہر حال میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ بہت پیار محبت اور شفقت کرنے والے اور ہمسایوں کے ساتھ نیک سلوک روا رکھتے تھے۔ بیت الذکر میں جا کر پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کرتے، تہجد گزار اور بہت دعا گو تھے۔

مرحوم کی شادی 14 دسمبر 1973ء میں محترم مولانا محمد منور صاحب مرحوم مربی سلسلہ امیر و مشنری انچارج کینیا، تنزانیہ، نائیجیریا اور فلسطین کی اکلوتی بیٹی محترمہ امۃ النور طاہرہ صاحبہ سے ہوئی۔ مرحوم مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ کے بہنوئی تھے۔ مرحوم کی اولاد میں 3 بیٹے مکرم عطاء العلیم بٹ صاحب ماریشس، مکرم انس احمد بٹ صاحب اور مکرم عطاء الحکیم بٹ صاحب اور 5 بیٹیاں مکرمہ عطیۃ الغفور صاحبہ اہلیہ مکرم محمد نعیم اظہر صاحب مربی سلسلہ سیرالیون، مکرمہ عطیۃ المصور صاحبہ اہلیہ مکرم مدثر احمد بشارت صاحب سیرالیون، مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا مغفور احمد بیگ صاحب سابق امیر جماعت سائپرس حال ربوہ، مکرمہ امۃ الحلیم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا منور احمد سلیم صاحب ربوہ اور مکرمہ حافظہ امۃ السلام صاحبہ شامل ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور اعلیٰ علیین کی جنتوں میں داخل فرمائے۔ نیز آپ کی تمام اولاد اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور مرحوم کی نیکیوں کو جاری رکھنے والے ہوں۔ آمین

خبریں

این آر او عملدرآمد کیس سپریم کورٹ آف پاکستان نے سوئس حکام کو لکھے جانے والے خط کے نئے مسودے کی منظوری دیدی اور خط کے مسودے کو عدالتی آرڈر میں شامل کر دیا گیا۔ مسودے میں صدر کو مقدمات سے استثناء کا بھی ذکر ہے اور سوئس کیسز پر پاکستانی کلیم بحال کرنے کا لکھا گیا ہے عدالت نے خط کے ترمیمی مسودے کی تشہیر کی اجازت دے دی ہے۔

چین نے مزید دو سیارچے خلا میں بھیج دیئے چین نے اپنے گلوبل نیوی گیشن اور پوزیشننگ نیٹ ورک کیلئے مزید دو سیارچے خلا میں بھیج دیئے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق چین کے جنوب مغربی صوبے سچوان میں زی چنگ سیٹلائٹ سنٹر سے لانگ مارچ تھری بی راکٹ سے مذکورہ سیارچے خلا میں بھیجے گئے۔ رواں سال چین کا یہ دوسرا کامیاب خلائی مشن ہے۔
(روزنامہ ”دنیا“ فیصل آباد 20 ستمبر 2012ء)

برطانوی خواتین زندگی کے 17 سال وزن کم کرنے میں لگا دیتی ہیں برطانوی خواتین زندگی کے سترہ سال وزن کم کرنے کی کوشش کرنے میں گزار دیتی ہیں تحقیقی رپورٹ کے مطابق برطانوی خواتین کی نوے فیصد تعداد وزن کم کرنے کیلئے کسی نہ کسی صورت میں ڈائٹنگ میں مصروف رہتی ہیں۔ اوسطاً ایک خاتون زندگی میں نو بار اپنا وزن کم کرتی ہے۔ برطانوی خواتین کی اوسط عمر بیاسی سال ہے۔ اس حساب سے مجموعی طور پر وہ اپنی زندگی کے سترہ سال وزن کم کرنے کی کوششوں میں گزار دیتی ہیں۔ برطانیہ کی ہر خاتون سال میں دوبار اپنا وزن کم کرنے کیلئے ڈائٹنگ ضرور کرتی ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 11۔اکتوبر

طلوع فجر	4:42
طلوع آفتاب	6:06
زوال آفتاب	11:55
غروب آفتاب	5:43

نعمانی سیرپ
تیزابیت۔ خرابی ہاضمہ اور معدہ کی جلن کیلئے اکسیر ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

ذیابیطس ہر قسم کبدی، عصبی، معدی، اور بانقراسی کیلئے مفید اور مجرب
TAHIR طاہر
شوگر کنٹرول گولیاں 90 گولیاں =/100 روپے
(حکیم منور احمد عزیز چک چٹھہ حافظ آباد والے):03346201283,03336706687
طاہر دواخانہ رجسٹرڈ بلال مارکیٹ اینڈ دارالفتوح شرقی ربوہ

iRabwah
SAME DAY DELIVERY
Send gifts to your friends & family in Rabwah
info@iRabwah.com
www.iRabwah.com

FR-10

سلطان آٹو سٹور + ورکشاپ
ہر قسم کی گاڑیوں کی خرید وفروخت کی جاتی ہے
ہر قسم کی گاڑیوں کے پارٹس دستیاب ہیں
ڈینٹنگ پینٹنگ مکینیکل ورکس
فواد احمد: 0333-4100733
لقمان احمد: 0333-4232956
429 بی پاک بلاک لنک وحدت روڈ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

AHMAD MONEY CHANGER
We Deal in All Foreign Currencies
You are always Welcome to:
PREMIER EXCHANGE CO.'B' PVT. LTD. State Bank Licence No.11
Chief Executive: Basharat Ahmad Sheikh
Head Office: B-1 Raheem Complex, Main Market, Gulberg II Lahore
Tell: 35757230,35713728,35752796,35713421,35750480
Fax: 35760222 E-mail: amcgul@yahoo.com

HAROON'S HAROON'S HAROON'S HAROON'S HAROON'S
HAROON'S
Islambad Pndi Lahore